قرآن شناسی

تلاوت قرآن کے شرائط

آیت اللہ شیخ جوادی آملی مدظلہ العالی

ترجمہ: مولانا سید احتشام عباس زیدی صاحب

قرآن کریم نے پیغمبر اکرمؐ کا تعارف یوں کرایا ہے:

یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة (جمعہ ۲) وہ ان لوگوں پر قرآنی آیتوں کی تلاوت فرماتے ہیں، ان کے نفسوں کو پاکیزہ بناتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

یہ تین مرحلے (تلاوت، تزکیہ اور تعلیم) شان رسالت کا جزء ہیں اور فریضۂ رسالت کی ادائیگی کے حکم سے پہلے یہ تینوں امر خود حضرتؐ کے سلسلہ میں بروئے عمل لائے گئے۔ ان پر قرآنی آیات کی تلاوت کی گئی، خداوند عالم نے آپؐ کو کتاب وحکمت کا عالم بنایا اور آپ کو مطہر وتزکیہ شدہ قرار دیا۔ اس کے بعد قرآن نے فرمایا: یہی امور جو خداوند عالم نے آپ پر جاری فرمائے ہیں، اب آپؐ لوگوں سے متعلق عمل میں لائیں۔ فرق یہ ہے کہ عوام نہ آپ کی مانند فیضیابی کی قدرت وطاقت رکھتے ہیں اور نہ براہ راست فرشتوں یا ان سے بالاتر سے رابطہ پیدا کرسکتے ہیں۔

بنابراین خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ سے متعلق تلاوت قرآن، تزکیہ اور تعلیم کو اپنے ذمہ لیا۔ اس کے بعد ان کا ان صفات کے ساتھ تعارف کرایا اور انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے لیئے آیات الٰہی کی تلاوت کرو جیسے میں نے تم پر آیات کی تلاوت کی ہے۔ لوگوں کو یوں ہی علم وحکمت کی تعلیم دو، جیسے میں نے تم کو تعلیم دی ہے۔ لوگوں کو اسی طرح پاکیزہ بناؤ اور ان کے نفوس کو پاک کرو جیسے میں نے تمہیں مطہر اور تزکیہ شدہ بنایا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ رسولؐ خدا ان تینوں امور و مراحل میں ان مقامات پر فائز تھے جو صرف آنحضرتؐ سے مخصوص تھے اور دوسرے نہ ان درجات تک پہنچے ہیں نہ پہنچیں گے۔

تلاوت قرآن

تلاوت کے سلسلہ میں قرآن نے انسانوں کو حکم دیا کہ جہاں تک تم سے ممکن ہو اور تمہیں میسر ہو، قرآن کی تلاوت کرو:

فاقرؤا ماتیسر من القرآن (مزمل ۲۰)

اس وحی الٰہی کی تلاوت پیغمبر اکرمؐ پر کس طرح ہوئی؟

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ہم نے برحق تم پر قرآن کی تلاوت کی: **تلک آیات الله نتلوها علیک بالحق** (آل عمران ۱۰۸) کہ یہاں تلاوت حق کے ہمراہ ہے یعنی صرف حق وحقیقت ہی ہے اور کوئی باطل اس کے حریم میں راہ نہیں پاسکتا۔

تلاوت کس طرح حق ہوتی ہے؟

تلاوت اس صورت میں حق ہوتی ہے:

۱۔ تلاوت شدہ امر حق ہو

۲۔ تلاوت کرنے والا صحیح تلاوت کرے

۳۔ تلاوت سننے والا درست سمجھے اور درست قرار دے

اگر ان تینوں ارکان میں سے کوئی ایک برحق نہ ہو تو یہ

تلاوت حق نہیں ہے۔ یعنی اگر مطلب حق نہ ہو یا کہنے اور پڑھنے والا حق نہ کہے یا سننے والا اس حق کے سننے میں غلطی کرے تو تلاوت حق نہ ہوگی۔

کلام خداوند عالم کی تلاوت کے سلسلہ میں تو ظاہر ہے کہ حق کے سوا کسی اور شئے کا وجود ہی نہیں ہے: **واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل** (احزاب ۴) اللہ حق کہتا ہے اور وہی ہے جو راہ کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔

اس کا دوسرا رکن بھی حق ہے کیونکہ جو اسے لے کر آیا ہے، امین ہے اور اس کی امانت میں کبھی خیانت کی رسائی نہیں ہوسکتی: **مطاع ثم امین** (تکویر ۲۱) ملائکہ کا سردار اور فرمانروا (جبرئیل) امین وحی ہے اور بارگاہ خداوندی کے تمام مقرب فرشتے بہترین اور باعظمت سفیر ہیں: ـــــــ **سفرۃ کرام بررہ** (عبس ۱۵) یہ سفراء اور آیات کے پہنچانے والے امین اور صالح و نیکوکار ہیں۔ حق سنتے ہیں اور حق لے کر آتے ہیں۔

تیسرا رکن بھی یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ معصوم اور مطہر ہیں کہ حق کے سوا اور کچھ نہیں سنتے اور یہ عظیم پیغمبرؐ لوگوں پر ایسی کتاب کی تلاوت کرتا ہے جس میں کبھی کسی غلطی، اشتباہ یا تناقض اور ٹکراؤ کی گنجائش ہی نہیں ہے بلکہ یہ کتاب مطہر ہے۔ سورۂ مبارکۂ بینہ میں ارشاد ہوتا ہے: **لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تأتیھم البینۃ** (بینہ ۱) کافرین اہل کتاب اور مشرکین دست بردار نہیں تھے یہاں تک کہ ان کی طرف بینہ اور روشن دلیل آئی۔

بینہ کون ہے؟

بینہ وہ پیغمبرؐ ہے جو خداوند عالم کی جانب سے مبعوث ہوا ہے کہ لوگوں پر پاک اور مطہر کتابوں کی تلاوت کرے۔ سورۂ بینہ کی دوسری آیت میں ارشاد ہے: **رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطھرہ** (بینہ ۲) خدا کی جانب سے ایک پیغمبر ہے جو لوگوں پر آسمانی کتاب (قرآن) سے مطہر و پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرتا ہے۔

یہ مطہر و پاکیزہ کتاب ہے، کیونکہ اس میں جھوٹ، تضاد، بے دلیل اور بیہودہ باتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ یہ ساری باتیں رجس و کثافت اور شرک و وسواس ہے جو حریم قرآن سے دور ہیں۔ لہٰذا قرآن مطہر و پاکیزہ ہے اور ان پاکیزہ صحیفوں میں مطالب و احکام بیان کیئے گئے ہیں جو لوگوں کے لیئے ''قیم'' اور ان پر حاکم ہیں: **فیھا کتب قیمہ** (بینہ ۲) اس میں سیدھی راہ کی ہدایت کرنے والی بالادست کتابیں ہیں۔

لوگوں کو حکم الٰہی کی سرپرستی میں رہنا چاہیئے۔ پس یہ صحیفے، سورے اور آیتیں لوگوں کی قیم و سرپرست ہیں اور رسول خداؐ لوگوں کی قیم کو ان تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ کتب قیمہ نہ صرف پیغمبر اکرمؐ کی مطہر و پاکیزہ زبان سے لوگوں کے کانوں میں پہنچنے تک مطہر ہیں بلکہ غیب سے پیغمبر اکرمؐ کے گوش گزار ہونے کی منزل میں بھی مطہر و مکرم ہیں۔ سورۂ عبس میں ارشاد ہوتا ہے: **فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ** (عبس ۱۳) یہ آیتیں اس قدر بلند ہیں کہ کسی کے ہاتھ ان تک نہیں پہنچتے نہ انہیں کماحقہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ان کے جیسی آیتیں بنانا ممکن ہے۔ یہ کتاب مرفوع ہے یعنی بلند ہے اور کسی کی دسترس میں نہیں ہے کہ انسان اس کا مثل و مانند لاسکے اور اس میں تحریف کرے۔ ساتھ ہی یہ تمام آلودگیوں سے بھی پاک و منزہ اور مطہر ہے نیز اس وحی کے لانے والے بھی امین، کریم اور صالح ہیں: **بایدی سفرۃ کرام بررۃ** (عبس ۱۵) کریم و صالح سفیروں یعنی ملائکہ کے ہاتھوں۔

برحق تلاوت

بنابرایں ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قرآن کی ''بالحق'' تلاوت کریں۔ قرآن میں جب گذشتہ ادیان کے مومنین کی مدح و ستائش کی جاتی ہے تو ارشاد ہوتا ہے: **الذین آتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ** (بقرہ ۱۲۱) جن کو ہم نے کتاب عطا کی تو وہ اس کے حق کے ساتھ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

تلاوت کا حق کیا ہے؟

تلاوت کا حق سورۂ انفال میں بیان کیا گیا ہے، جہاں مسلمانوں کے بارہ میں ارشاد ہوتا ہے: **اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا** (انفال ۲) یعنی جب ان پر خدا کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ یہ تلاوت برحق ہے جو مومنین کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے۔ ایسی تلاوت نہیں جو باحق ہی نہ ہو کہ روایت میں ہے: **رب تال للقرآن و القرآن یلعنہ** ایسے بھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

بنابرایں اگر خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ کے لیئے یہ تین صفات اور تین عہدے بیان فرمائے ہیں تو خود اس نے آنحضرتؐ کے لیئے بھی یہ تین مرحلے رکھے ہیں۔ سب سے پہلے ان پر برحق تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد انہیں اس پر مامور کیا کہ آپ بھی لوگوں کے لیئے ان مطہر و پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت فرمائیں۔ حضرتؐ کو علم و حکمت عطا فرمائی: **و علمک ما لکم تکن تعلم** (نساء ۱۱۳) اور آپ کو وہ علم عطا کیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد ان سے مطالبہ کیا گیا کہ آپؐ لوگوں کو بھی علم و حکمت سے آشنا بنائیں: **و یعلمھم الکتاب والحکمۃ** (جمعہ ۲) خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو آیۂ تطہیر کی بنیاد پر طاہر و مطہر بنایا اس کے بعد فرمایا کہ تم بھی لوگوں کا تزکیہ کرو اور انہیں پاکیزہ بناؤ۔ سورۂ نور میں پروردگار عالم کا ارشاد گرامی کہ اگر فضل خدا نہ ہوتا تو کوئی شخص زکی و پاکیزہ نہ ہوتا، اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے: **لولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ ما زکیٰ منکم من احد ابدا** (نور ۲۱) یعنی اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی روح بالیدگی اور تزکیۂ نفس کے مرحلہ تک نہ پہنچ پاتا۔

صرف تزکیہ نفس ہی خداوند عالم کی جانب سے نہیں ہے بلکہ تمام کمالات اس کی جانب سے ہیں اور کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ کمال خود اس نے حاصل کیا ہے، بلکہ جو کچھ ہے اس کے فضل اور اس کی عنایت سے ہے۔ فرق یہ ہے کہ بعض افراد رفتہ رفتہ اس فیضان الٰہی سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور بعض ایک ہی مرتبہ میں۔ بعض اس لطف الٰہی سے کم فیضیاب ہوتے ہیں اور بعض زیادہ۔

سننے والے کی طہارت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے سفراء الٰہی اور خدا کے برگزیدہ فرشتے ان مطہر و پاکیزہ صحیفوں کو پیغمبر مطہرؐ پر تلاوت کرتے ہیں۔ لہٰذا تلاوت کی منزل میں بھی اسی انسان کو صحیح تلاوت کی توفیق حاصل ہوتی ہے جو طاہر و پاکیزہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ ''**طھروا افواھکم فانھا طرق القرآن**'' اپنے دہنوں کو پاک رکھو کیونکہ یہ قرآن کی راہیں ہیں، یعنی ایسا نہیں ہے کہ انسان دن میں جو کچھ اس کے منہ میں آئے کہدے اور رات میں حق تلاوت کے ساتھ قرآن پڑھنے کی توفیق بھی پیدا کر لے۔ قرآن ایک مطہر و پاکیزہ صحیفہ ہے اسے پاکیزہ راہ سے گزرنا چاہیئے۔ پس انسان کا دہن اسی وقت قرآن کی گزرگاہ بن سکتا ہے جب پاک ہو۔

دہن کیونکر پاک ہو؟

۱۔ بری اور بیہودہ باتیں دہن سے باہر نہ آئیں

۲۔حرام غذا منہ میں داخل نہ ہو

جی ہاں! تلاوت قرآن کا گزر پاک دہن سے ہونا چاہیئے ورنہ گندے نالے میں بہنے والا صاف وشفاف پانی آخر کار گندا ہو جا ئے گا۔ اگر قرآن ناپاک دہن سے جاری ہو تو **ویل للمصلین** (ماعون ۴) ''وائے ہو ان نمازیوں کے لیئے'' کا مصداق اس پر صادق آئے گا۔

یہ جو قرآن میں ارشاد ہے: **لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ** (نساء ۴۳) ''مستی کی حالت میں نماز کے قریب مت ہو یا نماز نہ پڑھو۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کہہ رہے ہو اسے سمجھو۔ البتہ اگر انسان نہ سمجھے کہ کیا کہہ رہا ہے، اس کی نماز صحیح تو ہے لیکن یا سرے سے مقبول نہیں ہے یا پوری طرح قبول نہیں ہے کیونکہ ہم سے صرف تلاوت یا صرف قرأت کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے ''**حتی تعلموا ماتقولون**'' (نساء ۴۳) بلکہ یہ بھی چاہا گیا ہے کہ تم سمجھو بھی کہ کیا کہہ رہے ہو۔ پس اگر انسان یہ نہ جانے کہ کیا کہہ رہا ہے، وہ صرف نیت کر کے اور تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز شروع کرتا ہے اور سلام پر نماز تمام کرتا ہے۔ یہ نماز فریضہ کو تو ادا کر دیتی ہے لیکن اہل تقویٰ کا قرب اسے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ جوانی کی مستی، جاہ و منصب کا نشہ یا دنیا کا غرور رکھتا ہے۔ اور یہ کوئی ہنر نہیں ہے کہ انسان کی زیادہ سے زیادہ کوشش یہ رہے کہ اپنے آپ کو عذاب سے نجات دلا سکے۔ اس لیئے کہ خداوند عالم بہت سے لوگوں کو مثلاً بچوں، دیوانوں و مجنونوں اور فکری اعتبار سے بودے افراد کو جو مسائل سمجھنے کے قابل نہیں ہیں، قیامت کے دن عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا اور دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔

اس طرح یہ بات ظاہر ہے کہ اس شخص کو جو یہ نہیں جانتا کہ کیا کہہ رہا ہے اور کس سے ہم کلام ہے، اہل تقویٰ والی تقرب کی منزل نصیب نہیں ہے۔

اپنی تطہیر اور تزکیہ کی راہ میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اپنا غرور اور اپنی انانیت چکنا چور کر دے۔ یہ اقدام طہارت نفس کے لیئے زمین ہموار کرتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں کبھی ارشاد ہوتا ہے: ہم نے بارش کے پانی کو اس لیئے نازل کیا کہ وہ پاک کرے اور کبھی ارشاد ہوتا ہے: نماز کے وقت اگر پانی تمہیں میسر نہ ہو تو خاک پر تیمم کرو۔ خدا تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ یہ انسان جس نے اپنے چہرہ پر خاک ملی ہے اور اپنے غرور کو توڑ ڈالا ہے، خدا اسے پاک کرنا چاہتا ہے، اب یہ ظاہری تطہیر نہیں ہے۔

تلاوت کی راہیں

وہ روایت جس میں ارشاد ہوا ہے کہ: ''اپنے دہنوں کو پاک رکھو کہ یہ قرآن کی راہیں ہیں۔'' البتہ کان، آنکھیں، ہاتھ، اور دیگر اعضا بھی قرآن کی راہیں ہیں۔ وہ کان جنہوں نے غیبت سنی ہے اور اس کی مخالفت نہیں کی ہے، وہ کان جنہوں نے اجنبی عورتوں کی آوازوں میں شہوت انگیز نغمے سنے ہیں اور وہ کان جنہوں نے دوسروں کی ہزاروں ناروا تہمتیں اور جھوٹے الزامات سنے ہیں اور ان کی کوئی مخالفت نہیں کی ہے، آیات الٰہی کو بھلا کیوں کر سن سکتے ہیں؟!

رسول اکرمؐ سے ایک روایت نقل ہے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں: ''**اعطوا العین حقھا**'' آنکھوں کو اس کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے دریافت کیا، آنکھوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''**النظر الی المصحف**'' قرآن کو دیکھنا۔ کیونکہ قرآن کو دیکھ کر اس کی تلاوت کرنا حدیث کے مطابق عبادت ہے۔ اگر نگاہیں پاک نہ ہوں تو انسان قرآن پر نگاہ کرنے کی توفیق پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ خیانت کار آنکھیں جنہوں نے

ایک عمر شیطان کی ولایت و سر پرستی میں بسر کی ہے کلام پروردگار کو دیکھنے کی توفیق سے محروم رہتی ہیں۔ جو ہاتھ ناپاک ہے اسے قرآن کی طرف نہیں بڑھنا چاہیئے 'لا یمسہ الا المطھرون' (واقعہ ۷۹) قرآن کو صرف طاہر و پاکیزہ افراد ہی مس کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا باتوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ تلاوت قرآن مجید کے لیئے طہارت حتی سننے کی منزل میں بھی شرط ہے یعنی اگر کسی کان نے باطل باتیں سنی ہوں اور اس کی تطہیر نہ ہوئی ہو ایسی صورت میں اگر آیات الٰہی کی تلاوت بھی اس کے سامنے کی جائے گی تب بھی وہ انہیں نہیں سن سکتا۔ وفی آذانھم وقرأ (انعام ۲۵) اور ہم نے ان کے کانوں میں بہراپن کر دیا ہے کہ قرآن کو سمجھ نہ سکیں۔

کون سے کان کلام الٰہی کو قبول کرتے ہیں؟

''وتعیھا اذن واعیۃ'' (حاقہ ۱۲) اور اہل ہوش کے کان اس پند و نصیحت کو سنتے اور یاد کرتے ہیں۔ یعنی وہی کان انبیاء کرام کی نصیحتوں اور یاد دہانیوں کو سنتے اور آیات الٰہی کو قبول کرتے ہیں جو ''وعاء'' ہیں یعنی ان باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ بعض کان معبر ہیں، ہر طرح کی بات قبول کر لیتے ہیں، یہ وکان ''وعاء'' اور اذن واعیۃ نہیں ہیں۔ اگر کان کو ایک غیر محسوس حجاب یا پردہ نہ چھپائے اور وہ واعیہ ہو تو وہ آیات الٰہی کو درک کر سکتا ہے۔

بعض پردے اور حجاب قابل محسوس نہیں ہیں بلکہ خود ہی پوشیدہ ہیں: واذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذین لایؤمنون بالاخرۃ حجابا مستورا (اسراء یا بنی اسرائیل ۴۵) اور جب تم نے قرآن کی تلاوت کی تو ہم نے تمہارے اور ان کے درمیان جو خدا و آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیا یہاں مستور، ساتر کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ ادبیات جاہلی کے پیرو بعض اہل ادب کہتے ہیں، بلکہ یہ خود ایک پوشیدہ اور غیر محسوس حجاب ہے۔

جب حضرت علیؑ یا آٹھویں امامؑ سے (کیونکہ یہ روایت دونوں حضرات سے نقل ہوئی ہے) پوچھا گیا کہ ہم شب بیداری کی توفیق سے کیوں محروم ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''دن کے گناہ اس کی اجازت نہیں دیتے کہ رات کو اٹھ کر عبادت کرو۔'' یہاں خود گناہ حجاب ہے لیکن یہ حجاب دیوار وغیرہ کی طرح دکھائی نہیں دیتا۔ چنانچہ اگر ایسا ہی حجاب کان میں بھی موجود ہو تو قرآن اس سے عبور نہیں کر سکتا اور وہ کان ''واعیہ'' یعنی سن کر محفوظ رکھنے والا نہیں ہے۔ پس ہمیں اپنے کان آنکھوں اور دہن سے ان حجابوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے تا کہ قرآن کی راہیں پاک ہوں اور الٰہی آیات ہمارے اندر اثر کر سکیں۔

نتیجہ

اس بحث کا نتیجہ یہی نکلا کہ رسولؐ خدا کے لیئے تین امر بطور احسن اور بدرجۂ اتم انجام پائے اور تین منصب انہیں عطا ہوئے ان پر برحق الٰہی آیات کی تلاوت کی گئی۔ خداوند عالم نے انہیں علم عطا فرمایا اور پاکیزہ و مطہر قرار دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم بھی یوں ہی لوگوں پر آیات الٰہی کی تلاوت کرو، انہیں علم و حکمت کی تعلیم دو اور ان کے قلوب کو پاکیزہ بناؤ اور ناپاکی سے محفوظ رکھو تا کہ ہر شخص اپنے اپنے اعتبار سے چاہے مقام تلاوت میں یا تعلیم اور تزکیۂ نفس کی منزل میں ــ کہ یہ تینوں مراتب باہم مربوط ہیں ــ الٰہی فیض حاصل کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''اگر کوئی قرآن کا ایک حرف بھی توجہ سے سن لے تو اللہ اسے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے اور دس گناہ معاف کرتا ہے۔''